غائب اشیاء کی خرید وفروخت کا شرعی حکم

حافظ حامد حماد*

انسان اپنی طبیعت کے اعتبار سے معاشرے میں رہنے والا ہے۔ یہ اپنے ہم جنسوں کے ساتھ اکٹھے اور مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کی خدمات وسہولیات سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ خدمات واشیاء کے تبادلے کے لیے اللہ تعالیٰ نے تجارت و بیع کو جائز قرار دیا ہے اور اس کی حلت وحرمت کے اصول وضوابط طے فرمائے ہیں۔ فقہائے کرام نے قرآن وسنت سے مستنبط قواعد کی روشنی میں مختلف اقسام بیوع اور تجارتی شکلوں کے فقہی احکام مرتب کیے ہیں۔ انہی میں سے ایک غائب اشیاء کی خرید وفروخت کا مسئلہ ہے۔

عصر حاضر میں ایسی تجارت کثرت سے ہورہی ہے جس میں مبیع سامنے نہیں ہوتا صرف اس کے اوصاف بیان کردیے جاتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا شرعی طور پر ایسی تجارت یا خرید وفروخت جائز بھی ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کس حد تک اور اس کی شرائط کیا ہیں۔ ذیل میں اسی امر کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اشیاء مغیبہ اور ان کی بیع، کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

بیع کا لغوی و اصطلاحی معنی:

لغوی طور پر بیع کا لفظ خریدنے اور فروخت کرنے کے دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ لغت کے امام اسماعیل بن حماد الجوہری نے لکھا ہے کہ بیع کا لفظ اضداد میں سے ہے اور متضاد معنوں میں مستعمل ہے۔ (۱)

عام طور پر بیچنے کے لیے بیع اور خریدنے کے لیے شراء یا ابتیاع کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

اصطلاحی طور پر بیع کی مختلف انداز میں تعریف کی جاتی ہے۔ مثلاً فقہ اسلامی کے معروف عالم ابن قدامہ لکھتے ہیں:

مبادلة مال بمال تمليكاً و تملكا۔ (۲)

یعنی قیمت رکھنے والی چیزوں کی ملکیت کا تبادلہ بیع ہے۔

تحفے میں بھی ملکیت کا انتقال ہوتا ہے مگر وہ بیع نہیں ہے کیوں کہ اس میں تبادلہ موجود نہیں اور اگر تبادلہ ہو بھی تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی کہ جس کو تحفہ دیا جارہا ہے اس کا اس تحفے میں ایسا استحقاق نہیں ہوتا جس کا وہ مطالبہ کرسکے۔

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان

بیع کی زیادہ جامع تعریف زین الدین مناوی نے کی ہے، لکھتے ہیں:

تملیك عین مالیة او منفعة مباحة علی التابید بعوض مالی (۳)

مالیت رکھنے ولی کسی چیز یا جائز منفعت کو مالی معاوضے کے بدلے میں مستقل بنیادوں پر کسی دوسرے کے حوالے کردینا بیع ہے۔ اگر بیع میں یہ شرط ہو کہ فلاں مدت کے بعد حق ملکیت کالعدم ہوجائے گا تو ایسی بیع شرعی معنوں میں درست بیع نہیں۔ اسی طرح اگر بیع میں یہ شرط ہو کہ ایک وقت کے بعد فروخت شدہ شے کو بیچنا ضروری ہے تو یہ بھی درست نہیں۔

اشیاء مغیبہ:

غائب اشیاء سے مراد ایسی اشیاء ہیں جو موجود تو ہوں مگر کسی وجہ سے انھیں دیکھنا ممکن نہ ہو۔ جو اشیاء ابھی معرض وجود میں نہ آئی ہوں، ان کی تجارت اور خرید وفروخت پر گفتگو ایک الگ موضوع ہے اور فی الوقت ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس وقت صرف ایسی اشیاء کی تجارت پر گفتگو ہوگی جو بائع کی ملکیت میں ہوں چاہے مجلس عقد میں موجود ہی نہ ہوں یا موجود تو ہوں مگر کسی وجہ سے دیکھی نہ جاسکتی ہوں۔

اس مسئلے میں فقہاء اور اسلامی سکالرز کی آراء باہم مختلف ہیں۔ بہت سارے فقہاء کا کہنا ہے کہ صفت بیان کردینا دکھا دینے کے قائم مقام ہے۔ عقد بیع کے لیے اس چیز کا دیکھنا ضروری نہیں، بائع کا اس کے بارے میں ضروری معلومات بتا دینا بھی کافی ہے لہٰذا ایسی خرید وفروخت درست ہوگی۔

جبکہ دوسری طرف کچھ علماء ایسی بیع کو جائز نہیں سمجھتے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس میں غرر کا اندیشہ زیادہ ہے کیوں کہ خریدار کو واضح طور پر پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کیسی چیز خرید رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع الغرر سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ایسی بیع درست نہیں۔ ذیل میں بیع الغائب کی چند صورتوں پر مختصر گفتگو کے بعد اس کے جواز اور عدم جواز کے دلائل کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

زمین میں چھپی سبزیوں کی تجارت:

اس سے مراد نباتات کی ایسی اجناس ہیں جو زمین کی تہہ کے اندر ہی پھلتی پھولتی ہیں، مثلاً آلو، گاجر، مولی، شلجم، پیاز اور اروی وغیرہ۔ یہ تمام اجناس اگرچہ زمین میں چھپی ہوتی ہیں مگر اہل فن اور متعلقہ لوگوں کو معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے کتنے حصے میں ان کی کتنی مقدار موجود ہے۔ ظاہر سے پتہ چل جاتا ہے کہ اندر کیا ہے یا زمین کے کسی ایک حصے سے فصل کو چیک کرلیا جائے تو باقی کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات ہے کہ اندازہ پورا پورا نہیں ہوا کرتا اور غرر کا اندیشہ باقی رہتا ہے تو یاد رہے کہ یہ ایسا غرر نہیں جو تجارت کو ممنوع قرار دیدے بلکہ یہ غرر یسیر ہے اور ایسا

غررِ یسیر قابل مواخذہ نہیں ہوتا جس میں عام لوگوں کے لیے زیادہ مصلحت موجود ہو۔ امام ابن القیمؒ لکھتے ہیں:

> کسی جانور یا گھر کو کچھ وقت کے لیے کرائے پر لینا یا دینا بھی غرر سے پاک نہیں کیوں کہ اس میں جانور کی موت واقع ہوجانے یا گھر کے منہدم ہوجانے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ بلکہ حمام پر نہانا یا فی کس کے حساب سے کھانا پینا بھی غرر سے خالی نہیں کیوں کہ مختلف لوگوں کی کھانے پینے یا نہانے میں استعمال ہونے والے پانی کی مقدار ایک جیسی نہیں ہوتی۔ اسی طرح کسی چیز کے ڈھیر کی خرید وفروخت میں بھی غرر موجود ہوتا ہے کیوں کہ اس کا صحیح وزن معلوم نہیں ہوتا اور اسی طرح انڈے، تربوز، خربوزے اور انار وغیرہ کی بیع میں بھی غرر موجود ہوتا ہے کہ اندر سے وہ پتا نہیں کیسا اور کتنا ہے۔ ہاں ان سب معاملات کے اندر غرر پایا جاتا ہے مگر اتنی مقدار میں نہیں کہ وہ ان معاملات کو ناجائز بنادے۔ جب غرر کی مقدار کم ہو اور اس سے بچنا مشکل ہو تو وہ عقدِ بیع میں خرابی نہیں پیدا کرتا(۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن معاملات کو بوجہ غرر ممنوع قرار دیا ہے وہ ایسے معاملات ہیں جن میں غرر کثیر پایا جاتا ہے اور اس سے بچنا بھی آسان ہوتا ہے۔ رہی آلو وغیرہ جیسی اجناس جو کہ زمین کی تہہ میں چھپی ہوتی ہیں، ایک تو ان میں پایا جانے والا غرر یسیر ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے بچنا مشکل کا باعث ہے۔ کیوں کہ بڑے بڑے کھیتوں میں اگر ساری فصل کو ایک ہی دفعہ نکال کر یکمشت بیچنا ضروری قرار دیا جائے تو اس میں بہت مشقت اٹھانا پڑتی ہے اور دوسرے یہ کہ اس طرح مال ضائع ہونے کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ اور اگر فصل کا کچھ حصہ نکال کر ہر دفعہ اسے الگ فروخت کیا جائے تو اس طرح بار بار نیا عقد بیع کرنا بھی مشکل کا باعث ہے۔ جبکہ فصل نکالے بغیر اس کا معاملہ کرنے میں خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے لیے سہولت ہے۔

بادام یا اخروٹ وغیرہ کی تجارت:

بادام یا اخروٹ وغیرہ میں اصل مال ان کا مغز ہوتا ہے اور وہ چھلکے یا خول کے اندر ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔ کیا نظر نہ آنے کے باوجود اس کی بیع درست ہے؟! ہاں، اگرچہ اس میں بھی غرر ہے مگر یہ بھی غرر یسیر ہے اور ان کا خول یا چھلکا اتار لینا مغز کے لیے نقصان کا سبب بنتا ہے۔ ان کا خول ان کی حفاظت کا کام کرتا ہے اور انھیں تر وتازہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے ذائقے کو محفوظ رکھتا ہے۔ غرر تو اس وقت ہوتا ہے جب بیع کرتے وقت کسی چیز کا حصول یا عدم حصول یقینی نہ ہو۔ یا اس کی صحیح پہچان نہ ہوسکتی ہو یا وہ چیز سرے سے معلوم ہی نہ ہو۔

ابن القیمؒ کے بقول بادام، اخروٹ، چلغوزہ، ناریل، انار اور انڈے وغیرہ کی بیع میں لغوی، شرعی یا عرفی

طور پر کسی بھی طرح غرر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ ان کی تجارت کو صرف اس لیے ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا کہ یہ غائب اشیاء کی تجارت ہے اور اشیاء کے غائب ہونے کی وجہ سے ان میں غرر پایا جاتا ہے۔ البتہ بعض لوگ کستوری، جو کہ ناف میں چھپی ہوتی ہے، کو بادام وغیرہ کے ساتھ ملحق کرنے کی بجائے اسے مرغی کے بطن میں پائے جانے والے انڈے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یعنی جس طرح اس انڈے کی بیع درست نہیں اسی طرح کستوری کی بیع بھی صحیح نہیں۔ ابن القیمؒ کستوری جو کہ ناف میں چھپی ہوتی ہے، کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ مرغی کے بطن میں پائے جانے والے انڈے کی بجائے اخروٹ وغیرہ کے ساتھ زیادہ مماثلت رکھتی ہے۔

پیک یا ڈبہ بند اشیاء کی تجارت:

پیک شدہ یا سیل بند اشیاء بھی غائب اشیاء کے حکم میں ہیں۔ کیوں کہ پیکنگ کی وجہ سے انھیں دیکھنا اور جانچنا مشکل ہوتا ہے۔ البتہ بعض ڈبوں پر ان اشیاء کی مکمل تفصیل مذکور ہوتی ہے جن سے قیمت متاثر ہوسکتی ہو۔ تاہم اگر مذکورہ تفصیل خریدار کے اطمینان کے لیے ناکافی ہو تو اس کے لیے ایک آدھ پیکٹ ضرور کھلا ہونا چاہئے تاکہ وہ وہاں سے نمونہ دیکھ کر اپنی تسلی کرلے۔ فروخت کنندہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ گاہک کے مطالبہ پر وہ ایسی اشیاء کا نمونہ فراہم کرے۔ یا پھر دوسری صورت میں خریدار کو خیار رویت کا حق حاصل ہوگا۔ یعنی بیع کی تکمیل خریدار کے دیکھنے پر موقوف ہوگی۔

ان اشیاء کی تفصیل اگرچہ پیکٹ کے اوپر لکھی ہوتی ہے مگر وزن وغیرہ کے سلسلے میں بعض اوقات غلط فہمی لوگوں میں عام ہوتی ہے۔ مثلاً پیک پر ۹۰۰ یا ۹۵۰ گرام یا اسی قدر ملی لیٹر لکھا ہوتا ہے لیکن بیچنے والا بھی اس کو ایک کلو یا ایک لیٹر کہتا ہے اور خریدنے والا بھی ایک کلو یا ایک لیٹر ہی سمجھتا ہے۔ یہ عمل بہر حال درست نہیں۔

پیکنگ کی ایک دوسرے قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس میں بند اشیاء کی تفصیل واضح نہیں کی جاتی۔ مثلاً بچوں کے کھلونے کارٹون میں پیک ہوتے ہیں اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کھلونے کس طرح کے ہیں۔ ایسی صورت میں جب صحیح طور پر معلوم ہی نہ ہو کہ پیک کے اندر کیا ہے، اس کی نوعیت وکیفیت یا ماہیت کیا ہے تو غرر اور جہالت مبیع کی وجہ سے ایسی بیع درست قرار نہیں دی جاسکتی۔(۵)

بعض اوقات اشیاء کی تفصیل تصویر کے ذریعے فراہم کی جاتی ہے مثلاً موبائل یا دیگر الیکٹرانک اشیاء یا آرٹس ڈیزائن وغیرہ جن کی تصویر انٹرنیٹ پر دیکھ کر ان کی خرید وفروخت کی جاتی ہے۔ چونکہ ان میں چیزوں کے اوصاف بیان کردیے جاتے ہیں اور خریدار کے مزید اطمینان کے لیے تصویر دکھا دی جاتی ہے تو اگر خریدار کو اس شے کے بارے میں تفصیل اور تصویر دیکھ کر اطمینان ہوجاتا ہے تو ایسی بیع میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ شے بیان کردہ اوصاف کے مطابق ہو وگرنہ خریدار کو فسخ بیع کا حق حاصل ہوگا۔

نمونہ دکھا کر باقی غائب شے کی تجارت:

نمونہ یا Sample دیکھنے کے بعد اس کا اصل سٹاک نہ بھی دیکھا ہو تو بھی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ سارا ذخیرہ اس نمونے کی مثل ہے۔ ایسی صورت میں سارے ذخیرے کی بیع کرنا درست ہے بشرطیکہ اس اپنے قبضے میں لے لیا جائے اور اگر یہ یقین حاصل نہ ہو سکے کہ باقی ذخیرہ نمونے کی مثل ہے یا نمونہ پچھلے سٹاک کے تمام اوصاف بتانے سے قاصر ہو تو ایسی صورت میں جب تک اسے دیکھ نہ لیا جائے غرر کی بنا پر اس کی بیع درست نہیں اور یہ غرر ایسا بھی نہیں جسے زائل نہ کیا جا سکے یا جسے زائل کرنا مشقت کا باعث ہو۔ جیسا کہ فتاوی لجنہ دائمہ میں ہے:

لان من شروط البیع ان یکون المبیع معلوماً عند المتعاقدین برویة جمیع اجزائه او بعضه الدال علیه ان کانت اجزاؤه متساویة و یستثنی من ذلك ما یدخل تبعاً للاصل او یتسامح بمثله او للمشقة فی تمییز بعضه و تعیینه کالقطن فی الفرش والجبةو نحو ذلك۔(۶)

بیع کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کو مبیع (جو چیز بیچی یا خریدی جا رہی ہے) کا صحیح علم ہو۔ انھوں نے مکمل مبیع کو دیکھا ہو یا اس کے کچھ حصے کو جس سے باقی کے بارے میں پتہ چل جائے۔ اس سے ایسی اشیاء مستثنی ہیں جن کی تعیین کرنا اہم نہیں ہوتا یا اس میں زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے مثلاً روئی کی فصل وغیرہ۔

المختصر غائب اشیاء کے بارے میں فقہاء کی آراء دو طرح کی ہیں:

1۔ ایسی بیع درست ہے اور شرعی طور پر اس میں کوئی حرج نہیں۔

2۔ جہالت مبیع کی وجہ سے بیع ٹھیک نہیں لہذا اس سے اجتناب ضروری ہے۔

ذیل میں دونوں قسم کی آراء کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں:

دلائل جواز :

قائلین جواز نے بیع کے عمومی دلائل سے اس صورت کے درست ہونے کا مسئلہ کشید کیا ہے۔ مثلاً

1۔ قرآن پاک میں ہے :

وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا(۷)

اور اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام

اس آیت مبارکہ میں البیع سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طرح کی بیع جائز ہے الا کہ شریعت نے بیع کی کسی

صورت کوممنوع قرار دیا ہو۔ چونکہ غائب اشیاء کی بیع کوشریعت نے صراحتاً ممنوع قرارنہیں دیالہذا اس آیت کے تحت ایسی خرید وفروخت جائز ہے۔

2۔دوسرے مقام پرارشاد باری تعالی ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ (۸)

اے ایمان والو آپس میں اپنے اموال باطل طریقے سے نہ کھاؤ بلکہ آپس کی رضامندی سے تجارت کرو۔

اس آیت مبارکہ میں تجارت کی جوشرط ذکر کی گئی ہے وہ آپس کی رضامندی ہے۔لہذا غائب اشیاء کی تجارت میں متعاقدین کی رضامندی شامل حال ہوتو ایسی تجارت جائز سمجھی جائیگی۔

3۔حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

من اشترى شيئاً لم يره فهو بالخيار اذا راه (۹)

جوشخص کوئی ایسی چیز خریدے جواس نے نہیں دیکھی تو جب وہ دیکھے تو اسے بیع برقرار رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار حاصل ہے۔

امام مکحول رحمہ اللہ سے بھی یہ روایت مرفوعا مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ خریدار چاہے تو وہ چیز لے لے اور اگر چاہے تو وہ اسے چھوڑ دے۔

4۔ غائب یا ان دیکھی زمین کی خرید وفروخت کا معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ایک دفعہ انھوں نے کوفے کی زمین کے بدلے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے مدینے کی زمین خریدی۔جب بیع ہوگئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے میں دیکھ لوں پھر بیع ہوگی۔حضرت طلحہ کہنے لگے کہ دیکھنے کا حق تو میرا ہے۔ان دیکھی زمین میں نے خریدی ہے۔آپ نے جوزمین خریدی ہے وہ آپ کی دیکھی بھالی ہے۔پھر دونوں نے جبیر بن مطعم کواپنے مابین منصف مقرر کیا۔انھوں نے فیصلہ دیا کہ یہ بیع ہوچکی ہے اور خیار رویت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہے کہ انھوں نے ان دیکھی زمین یعنی غائب چیز خریدی ہے۔(۱۰)

اسی طرح صحابی رسول عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ سے صحابہ کرام کا گندم، تیل وغیرہ کی صفات بیان کرنے پران کی خرید وفروخت کا معاملہ کرنا مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم الشام فكان يأتينا أنباط من أنباط

الشام فنسلفهم فی البر والزیت سعرا معلوما وأجلا معلوما فقیل له ممن له ذلك ؟ قال ما كنا نسألهم۔ (۱۱)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہل شام کے ساتھ غزوہ کیا۔ ہمارے پاس علاقہ شام سے قافلے آیا کرتے تو ہم گندم اور تیل وغیرہ میں قیمت اور وقت طے کرکے بیع کا معاملہ کیا کرتے تھے۔انھیں پوچھا گیا کہ کیا ان کے پاس یہ چیزیں موجود ہوا کرتی تھیں؟ فرمایا ہم ان سے یہ پوچھا ہی نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث میں صرف اوصاف واضح کردینے پر معالمے کی درستی کا پتہ چلتا ہے اگرچہ وہ چیز موجود نہ ہو۔ جب غیر موجود شے کے اوصاف بیان کردینے پر اس کی بیع درست ہے تو موجود چیز کی بیع اس کے اوصاف بیان کردینے پر بالاولی درست ہوگی۔ کیوں کہ غیر موجود میں غرر کا امکان بہ نسبت موجود شے کے زیادہ ہے۔

فقہ حنبلی اور فقہ مقارن کے مشہور امام، ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ اس طرح کی بیع عقد عوض میں داخل ہے اور عقد عوض میں ضروری نہیں ہوتا کہ اسے دیکھا جائے جس پر عقد کیا جارہا ہے مثلاً عقد نکاح ہے، وہاں صحت نکاح کے لیے منکوحہ کو دیکھنا ضروری نہیں ہے۔ (۱۲)

دوسرے یہ کہ اوصاف کا پتہ چل جانا گویا کہ دیکھ لینا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صفت بیان کرنے کو دیکھنے سے تشبیہ دی ہے، فرمایا:

کوئی عورت کسی دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ پھر وہ اپنے شوہر سے اس کے اوصاف بیان کرے، گویا اس کا شوہر اس دوسری عورت کو دیکھ رہا ہو۔ (۱۳)

بیع کی اس صورت کو ناریل، بادام، اخروٹ اور انار وغیرہ کی بیع پر قیاس بھی کیا جاتا ہے۔ ان اشیاء کے اوپر خول چڑھا ہوتا ہے اور مغز، جس کی بیع ہوتی ہے وہ اندر محفوظ ہوتا ہے۔ باہر سے اسے دیکھنا ممکن نہیں ہوتا۔ جمہور فقہاء نے ان کی خرید وفروخت کی اجازت دی ہے کیوں کہ اگر ان اشیاء کے خول کو اتار لیا جائے تو بہت جلد ان کے متاثر ہونے کا اندیشہ موجود ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان اشیاء کی جنس دیکھ کر یا نمونہ دیکھ کر پتہ چل جاتا ہے کہ خول کے اندر پائی جانے والی اشیاء کا معیار کیا ہے۔ اگرچہ امام شافعیؒ نے اس سے بھی روکا ہے۔ (۱۴)

یہاں اس بات کی وضاحت بہتر رہے گی کہ علماء احناف نے واضح طور پر ایسی بیع کو علی الاطلاق جائز قرار دیا ہے جو غائب چیز کی ہو بشرطیکہ وہ بائع کی ملکیت میں ہو۔لکھا ہے :

من اشترى ما لم يره وهو فی ملك البائع جاز البيع۔ (۱۵)

اگر کسی نے بائع کی ملکیت سے کوئی ایسی چیز خریدی جو اس نے ابھی دیکھی نہیں تو اس کی بیع جائز ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ فقہاء مالکیہ نے بھی اس بیع کو جائز قرار دیا ہے۔ بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ اگر مبیع بیان کردہ اوصاف کے مطابق نکلے تو ایسی بیع کو پورا کرنا لازم ہے۔ شیخ دردیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

فلا یشترط لصحة البیع حضورہ(۱۶)

صحت بیع کے لیے مبیع کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔

شوافع کے ہاں غائب چیز کی بیع درست نہیں ہاں اگر اس کی جنس، نوع اور کوالٹی وغیرہ بیان کردینے سے جہالت مرتفع ہو جائے تو اس کی بیع کے بارے میں شوافع کے ہاں دو قول ہیں:

1۔ خیار رویت کے ساتھ بیع درست ہے۔ یعنی مشتری جب اپنی خرید کردہ چیز کو دیکھے تو اسے اختیار حاصل ہوگا چاہے تو بیع جاری رکھے چاہے تو فسخ کردے۔

2۔ قول جدید کے مطابق ایسی بیع درست نہیں۔(۱۷)

ابن قدامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایسی بیع کے جواز کی رائے زیدیہ میں سے قاسمیہ کی، امام ثوری، امام اوزاعی، امام شعبی، امام حسن بصری، امام ابن سیرین اور امام اسحاق رحمھم اللہ کی بھی ہے۔(۱۸)

دلائل عدم جواز:

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ غائب اشیاء کی خرید و فروخت کو ناجائز کہنے والے بالعموم اس میں پائے جانے والے غرر کی بنا پر اسے صحیح نہیں سمجھتے اور وہ درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

نھی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیع الحصاة و عن بیع الغرر(۱۹)

آنحضرت ﷺ نے بیع الحصاۃ اور دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

جس چیز کی خرید و فروخت ہو رہی ہے، جب اس کا پتہ ہی نہ ہو یا صحیح پہچان نہ ہو تو جہالت مبیع کی وجہ سے اس میں غرر آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حاملہ کے حمل کی بیع سے آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ کیوں کہ وہاں جہالت مبیع کی وجہ سے غرر کا قوی اندیشہ ہے۔ حدیث مبارکہ ہے:

عن عبد الله انه صلی الله علیه وسلم نھی عن بیع حبل الحبلة(۲۰)

اسی طرح آپ ﷺ نے بیع الملامسہ سے منع فرمایا ہے۔ ملامسہ میں کپڑے کو صرف چھو لینے بیع پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی صحیح پہچان حاصل نہیں ہو پاتی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

عن ابی ھریرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نھی عن بیعتین و عن لبستین عن المنابذة و عن الملامسة۔(۲۱)

گویا یہاں بھی جہالت مبیع یا اس کی عدم معرفت کی وجہ سے بیع کو ممنوع قرار دے دیا۔ یعنی ملامسہ میں تو پھر بھی وہ چیز یا کپڑا سامنے ہوتا ہے، اس کے باوجود ممنوع ہے اور اگر وہ کپڑا یا شے سرے سے سامنے ہی نہ ہو بلکہ غائب ہوتو اس کی بیع کیسے درست ہوسکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جو تمھارے پاس نہیں ہے اس کی بیع نہ کرو۔(۲۲) تو اس سے مراد ایسی اشیاء ہیں جن پر قدرت نہیں اور جن کا حصول یقینی نہیں ۔اس سے مراد ایسی غائب اشیاء نہیں ہیں جو قدرت میں ہوں یا جن کے حصول کا عام امکان ہو۔ بلکہ اسی روایت میں وضاحت موجود ہے کہ حکیم بن حزام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک شخص میرے پاس آ کر کسی چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور وہ میرے پاس نہیں ہوتی ، میں وہ چیز اسے بیچ دیتا ہوں اور عقد بیع کرنے کے بعد بازار سے جا کر خریدتا ہوں ۔ایسی بیع کا کیا حکم ہے؟ تو اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اس کی بیع نہ کرو۔

غائب اشیاء کی ایک اہم صورت یہ بھی ہے جو آلو، گاجر، مولی وغیرہ کی فصل میں ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ یہ بھی زیر زمین غائب اشیاء ہوتی ہیں تو ان کی خرید وفروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ تجربہ کار افراد نمونہ دیکھ کر یعنی زمین کے کسی حصے سے فصل دیکھ کر باقی فصل کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ جیسا کہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ ان کا ظاہر ان کے باطن کا پتہ دے دیتا ہے۔ اور اگر اس میں غرر متصور بھی کر لیا جائے تو یہ غرر یسیر ہے ۔ جو کہ بیع کے ناجائز ہونے کا سبب نہیں بنتا۔ ایسا غرر تو حیوان یا گھر کے کرائے میں بھی موجود ہوتا ہے۔ وہاں حیوان کی موت اور گھر کے انہدام کا امکان موجود ہوتا ہے۔ اگر غرر یسیر کو بھی ختم کرنے کا کہا جائے تو یہ مشقت کا باعث ہے۔(۲۳)

مناقشہ وترجیح:

مانعین کا یہ کہنا کہ بیع کی اس صورت میں غرر ہے، محل نظر ہے۔ یہ بات بجا کہ بیع الغرر ممنوع ہے مگر سوال یہ ہے کہ آیا بیع کی یہ صورت بیع الغرر میں شامل ہے یا نہیں؟ ہاں اس میں غرر ہوتا اگر اس کے اوصاف چھپا لیے جاتے ۔ غائب چیز کا وصف بیان کر دینا گویا اس کو دکھا دینا ہے۔

تاہم غائب شے کو دیکھنے پر اگر وہ چیز بیان کردہ اوصاف کے مطابق نہ نکلے تو مشتری کو بیع ختم کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ لہذا بیع کی یہ صورت بیع الغرر میں شامل نہیں کیوں کہ صفت، رویت کے قائم مقام ہے۔

رہا مسئلہ یہ کہ بیع کی یہ صورت ، بیع الملامسہ کی مانند ہے جس میں بیع موقوف ہوتی ہے مبیع کو چھو لینے یا پھینک دینے پر، تو یاد رہے کہ ملامسہ یا منابذہ میں مبیع کو پرکھنا یا اس کی پہچان حاصل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اسی سے غرر پیدا ہوتا ہے اور اسی بنا پر یہ ممنوع ہے۔ جبکہ بیع الغائب میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہاں اس کے اوصاف بیان کر دیے

جاتے ہیں اور غرر کا اندیشہ نہیں رہتا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید امام ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں:

والناسُ لهم في مبيع الغائب ثلاثةُ أقوال :

منهم من يُجوِّزه مطلقاً، ولا يجوزه معيناً موصوفاً كالشافعي في المشهور عنه،ومنهم من يجوِّزه معيناً موصوفاً، ولا يجوزه مطلقاً كأحمد وأبي حنيفة، والأظهرُ جوازُ هذا وهذا ۔(٢٤)

غائب اشیاء کے بارے میں بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ ان کی بیع علی الاطلاق تو جائز ہے لیکن اگر معین شے دکھائے بغیر اس کے اوصاف بیان کر کے بیع کی جائے تو یہ درست نہیں۔ دوسرے طرف بعض اہل علم کا یہ موقف ہے کہ خرید یا فروخت کی جانے والی چیز معین ہے اور اس کے اوصاف بیان کر دیے جاتے ہیں تو اس کی بیع میں کوئی حرج نہیں اگرچہ ہو غائب ہو۔ لیکن مطلق طور پر غائب شے کی بیع درست نہیں۔

آخر میں ابن القیم تحقیق کے بعد اپنی رائے اور موقف بیان کرتے ہیں کہ بیع کی یہ دونوں صورتیں شرعاً جائز ہیں۔ البتہ یہ بات مد نظر رہے کہ اگر لوگ اوصاف بیان کرنے میں اکثر کمی کر جائیں اور تنازعات جنم لینا شروع کر دیں تو سد ذریعہ کے طور پر بیع الغائب ممنوع قرار دی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حوالہ جات وحواشی

(۱) الجوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح مادة :بیع، دارالعلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۷ء

(۲) ابن قدامۃ، المغنی، ج:۴،ص:۵، تحقیق : عبداللہ عبدالمحسن الترکی، دارھجر، قاھرۃ، ۱۹۹۲ء

(۳) المناوی، زین الدین، عبدالروف، التوقیف علی مھمات التعاریف،ص:۴۸، عالم الکتب، قاھرۃ، ۱۹۹۲ء

(۴) ابن القیم، زاد المعاد، موسسة الرسالة، بیروت، ج:۵،ص:۸۲۰

(۵) فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة و الافتاء، موسسۃ الامیرۃ، ج:۱۳،ص:۸۵

(۶) ایضاً،ص:۸۷

(۷) البقرہ۲:۲۷۵

(۸) النساء۴:۲۹

(۹) البیہقی، احمد بن حسن، السنن الکبری، ج:۵،ص:۲۴۸، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ہند، ۱۳۴۴ء

(۱۰) حوالہ سابق وابن حزم، المحلی، ج:۸،ص:۳۳۷

(۱۱) اَبوداود، سنن أبی داؤد، دارالفکر، حدیث:۳۴۶۶

(۱۲) ابن قدامۃ، المغنی، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج:۴،ص:۷۷

(۱۳) البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث:۴۸۳۹، دارالسلام، ۱۹۹۹ء

(۱۴) بدر المنتقی فی شرح الملتقی، ج:۲،ص:۳۴

(۱۵) الشرح الصغیر، ج:۳،ص:۵۲

(۱۶) الشیرازی، ابراھیم بن علی، المہذب فی فقه الشافعی، ج:۱،ص:۲۴۳، مطبع الحلبی، قاہرہ، ۱۹۵۹ء

(۱۷) ابن رشد، بدایة المجتھد و نھایة المقتصد، دارابن حزم، ج:۳،ص:۱۲۱۴

(۱۸) ابن قدامۃ، المغنی، دارالفکر، بیروت، ج:۴،ص:۷۷

(۱۹) ابن ماجہ، سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، حدیث:۲۱۹۴، دارالسلام، ۱۹۹۹ء

(۲۰) مسلم، صحیح مسلم، دارالفکر، بیروت، ج:۵،ص:۳

(۲۱) البخاری، صحیح البخاری، دارالفکر، بیروت، ج:۱،ص:۱۴۶

(۲۲) احمد بن حنبل، مسند احمد، موسسۃ قرطبہ، قاہرہ، ج:۳،ص:۴۰۲

(۲۳) ابن القیم، زاد المعاد فی هدی خیر العباد، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج:۵،ص:۸۲۰

(۲۴) ایضاً،ص:۸۳۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆